International Journal of Islamic Studies & Culture *ISSN-2709-3905*
http://ijisc.com.pk/index.php/IJISC/issue/view/192 *PISSN2709-3891*
(Volume.4, Issue.2 (2024))

A Review of the Fitnas in the Muslim Ummah and Ways to Address them" in the Context of the Holy Quran"

امت مسلمہ کے فتنوں کا جائزہ اوران سے نمٹنے کے طریقے "قرآن کریم کے تناظر میں"

Mr. Haseeb Ahmad

MS Islamic Studies Scholar, HITEC University Taxila, Pakistan. at-haseebahmedpk1@gmail.com

Abstract

This study delves into the intricate challenges and upheavals faced by the Muslim community throughout history. Fitnas, or trials and tribulations, have manifested in various forms religious, intellectual, and political each posing significant threats to the unity and stability of the Muslim Ummah. This study aims to identify the root causes, driving forces, and impacts of these Fitnas. By examining historical and contemporary instances, the research seeks to provide a comprehensive understanding of how these disruptions originate and spread within the community. The role of scholars, political leaders, and common believers in mitigating these crises is analyzed to highlight effective strategies for fostering resilience and maintaining harmony. The second focus of the study is on devising practical solutions and strategies to counteract and mitigate the effects of fitnas. This involves a multi-faceted approach that includes educational reforms, enhancing religious literacy, promoting critical thinking, and fostering unity through dialogue and cooperation. The study emphasizes the importance of addressing the ideological and socio-political dimensions of fitnas to ensure a holistic resolution. By drawing lessons from past experiences and integrating them with contemporary insights, the study provides a roadmap for the Muslim Ummah to effectively tackle current and future challenges. This proactive approach aims to strengthen the community's ability to navigate through trials while preserving its core values and principles.

Keywords: Fitnas, comprehensive, integrating, strategies, counteract, challenges, community, principles

تعارف:

امت مسلمہ کی تاریخ میں مختلف ادوار میں اندرونی اور بیرونی فتنوں کا سامنا رہا ہے جنہوں نے مسلمانوں کی وحدت اور استحکام کو متاثر کیا ہے۔اندرونی فتنوں میں فرقہ واریت، مذہبی اختلافات،اور سیاسی انتشار شامل ہیں۔فرقہ واریت نے مسلمانوں کے درمیان اختلافات کو بڑھایا اور انہیں مختلف فرقوں

میں تقسیم کر دیا۔ مذہبی اختلافات نے بھی امت کو کمزور کیا اور علماء کے درمیان اختلافات نے مسلمانوں کے اتحاد کو نقصان پہنچایا۔ سیاسی انتشار نے مسلمانوں کے درمیان اتحاد کو ختم کیا اور مختلف حکمرانوں کے درمیان جنگ وجدل نے امت کو مزید تقسیم کیا۔ خلافت عثمانیہ کے زوال کے بعد مسلمانوں کو مختلف سیاسی اور معاشرتی چیلنجز کا سامنا کرناپڑا جس نے ان کی وحدت کو کمزور کیا۔ بیرونی فتنوں میں صلیبی جنگیں، مغربی استعماری طاقتوں کی مداخلت، اور مسلم دنیا پر بیرونی طاقتوں کے حملے شامل ہیں۔ صلیبی جنگوں نے مسلم دنیا کو شدید نقصان پہنچایا اور ان کے وسائل پر قبضہ کیا۔ مغربی استعماری طاقتوں نے مسلمانوں کے درمیان فرقہ واریت اور تنازعات کو ہوا دی تاکہ ان کی کمزوریوں سے فائدہ اٹھا سکیں۔ مسلم دنیا پر بیرونی طاقتوں کے حملے نے نہ صرف ان کی جسمانی طاقت کو کمزور کیا بلکہ ان کے ثقافتی اور مذہبی ورثے کو بھی متاثر کیا۔ ان فتنوں کا مقصد مسلمانوں کو تقسیم کرنا، ان کی طاقت کو کمزور کرنا، اور ان کے وسائل پر قبضہ کرنا تھا۔ ان چیلنجز سے نمٹنے کے لیے امت مسلمہ کو قرآن وسنت کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونا، تعلیم وشعور کو فروغ دینا، سیاسی استحکام کو یقینی بنانا، اور آپس میں محبت وبھائی چارے کو فروغ دینا ضروری ہے۔ ان اقدامات کے ذریعے امت مسلمہ ایک مضبوط اور متحد قوم بن سکتی ہے جو اندرونی اور بیرونی فتنوں کا کامیابی سے مقابلہ کر سکے۔

لفظ فتنہ کی لغوی اور اصطلاحی تعاریف:

فتنہ کا مادہ فَتَن ہے اس کے لغوی معنٰی سونے کو آگ میں تپا کر کھرا اور کھوٹا معلوم کرنا[i]

پھر فتنہ کے معنی آزمائش کے ہو گئے کیونکہ آزمائش میں تکلیف دی جاتی ہے اس لیے ایذاء رسانی اور اس کی مختلف شکلوں اور آزمائش میں جو کھوٹا ثابت ہو اس کے ساتھ جو معاملہ کیا جائے۔ ان سب کے لیے قرآن وحدیث میں فتنہ اور اس کے مشتقات استعمال کیئے گئے ہیں۔ ہمارا موضوع بحث قرآن کریم میں لفظ فتنہ کے مصداقات کا تحقیقی جائزہ ہے۔ اس طرح اس پر فتن دور میں اسلام پر حملہ آور فتنوں سے متعلق بحث کی جائے گی اور ان درپیش فتنوں سے نمٹنے کے لیے علمائے کرام اور امت مسلمہ کی ذمہ داریوں کا ذکر کیا جائے گا۔

انتخاب موضوع اور اس کی اہمیت

قلم علم دانش اور تہذیب انسانی لے ارتقاء کاذریعہ ہے جنگلوں اور غاروں میں بسنے والا انسان قلم ہی کی بدولت وحشیانہ زندگی کے خول سے نکل کر مہذب دار میں داخل ہوا۔ قلم کو جہاد کے طور پر استعمال کیا جاسکتا ہے۔

موجودہ دور فتنوں اور آزمائشوں کادور ہے اس دور میں فتنے بھی مختلف رنگ وروپ، مختلف طرز وانداز، اور مختلف نتائج وعواقب لے کر آتے جارہے ہیں۔

اس لیے میں نے بطور موضوع ﴿قرآن کریم میں لفظ فتنہ کے مصداقات کا تحقیقی جائزہ﴾ کاانتخاب کیا۔ جس طرح اسلام پر چلنا اور اس کی تعلیمات پر عمل کرنا ضروری ہے اس سے بڑھ کر اسلام کو درپیش فتنوں کا مقابلہ کرنا بھی ضروری ہے۔ قرآن کریم میں فتنہ کو قتل سے بھی زیادہ سخت قرار دیا گیا ہے۔اس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا۔

"وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ۔[ii] " اور فتنہ انگیزی قتل سے بھی زیادہ سخت (جرم) ہے۔

{وَ اقْتُلُوْهُمْ:اور انہیں قتل کرو۔} آیت مبارکہ میں اوپر بیان کئے گئے سیاق وسباق میں فرمایا گیا کہ چونکہ کافروں نے تمہیں مکہ مکرمہ سے بے دخل کیا تھا اور اب بھی تمہارے ساتھ آمادۂ قتال ہیں تو تمہیں دورانِ جہاد ان سے لڑنے، انہیں قتل کرنے اور انہیں مکہ مکرمہ سے نکالنے کی اجازت ہے جہاں سے انہوں نے تمہیں نکالا تھا۔ چنانچہ فتح مکہ کے موقع پر اسلام قبول نہ کرنے والوں کو مکہ مکرمہ سے نکال دیا گیا۔ یہ بھی بتایا گیا کہ ان کے قتل کا حکم ان کے جرم سے زیادہ بڑا نہیں کیونکہ وہ لوگ فتنہ برپا کرنے والے ہیں اور ان کا فتنہ شرک ہے یا مسلمانوں کو مکہ مکرمہ سے نکالنا۔[iii]

تو ان کا فتنہ ان کو قتل کرنے سے بھی بڑھ کر ہے۔ یہاں یہ حکم نہیں دیا جارہا ہے کہ کافروں کو قتل کرنے میں لگے رہو، امن ہو یا جنگ، صلح ہو یا لڑائی ہر حال میں انہیں قتل کرو بلکہ یہاں صرف دورانِ جہاد قتل کرنے کا حکم ہے۔ بہت سے اسلام دشمن لوگ اس طرح کی آیات سے غلط فہمیاں پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں ایسے لوگوں کی مکاریوں سے ہوشیار رہنا چاہیے۔

جس طرح ان فتنوں کی وجہ سے جہاں ہماری اقتصادیات و معاشیات متاثر ہوتی ہیں وہیں ہمارے ایمان واعمال کے لیے بھی خطرناک ہیں، اور اس طرح اگر یہ فتنے ہمارے اسلام کے بارے میں یا اسلام کے اندر پھیلایا جارہا ہو تو وہ اور زیادہ سنگین ہے۔اس سے اس موضوع کی اہمیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

فتنہ انکارحدیث :اس مبحث میں ہم امت کو درپیش اندرونی وبیرونی فتنوں کا ذکر کریں گے۔ان میں سے چند ذیل ہے۔

گزشتہ کچھ عرصے سے ہمارے معاشرے میں ایک مخصوص طرز فکر کے لوگ حدیث کی اہمیت وافادیت کو کم کرنے کی کوششیں کر رہے ہیں۔انہوں نے قرآن کریم کی عظمت کو تسلیم کرتے ہوئے حدیث کو قرآن کی تشریح وتفسیر کے لیے غیر ضروری قرار دے دیا ہے۔ان کا کہنا ہے کہ حدیث کی روایات میں اختلافات ہیں اور اس لیے ان پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا۔اس کے علاوہ، انہوں نے حدیث کی تدوین کے طریقہ کار پر بھی سوالات اٹھائے ہیں اور اسے غیر مستند قرار دیا ہے۔

ان تمام شبہات اور الزامات کا مقصد حدیث کے مقام ومرتبہ کو کم کرنا اور اسے مسلمانوں کی زندگی سے دور کرنا ہے۔تاہم، علماء کرام، مفسرین قرآن اور محدثین نے ان شبہات کا مدلل جواب دیا ہے اور حدیث کی اہمیت وافادیت کو ثابت کیا ہے۔انہوں نے حدیث کی روایات میں اختلافات کی وجوہات کی وضاحت کی ہے اور بتایا ہے کہ یہ اختلافات حدیث کی صحت پر اثر انداز نہیں ہوتے ہیں۔اس کے علاوہ، انہوں نے حدیث کی تدوین کے طریقہ کار کی وضاحت کی ہے اور اسے ایک مستند اور قابل اعتماد طریقہ کار ثابت کیا ہے۔

علماء کرام اور محدثین کی علمی کاوشوں اور محنتوں کی بدولت حدیث کے انکار کا فتنہ ہمارے معاشرے میں جڑ نہیں پکڑ سکا۔ حدیث آج بھی مسلمانوں کے عقائد و اعمال کی بنیاد ہے اور اس کی روشنی میں وہ اپنی زندگیاں گزارتے ہیں۔

نبی کریم ﷺ کی حدیث مبارکہ اسلامی قانون کا دوسرا اہم ترین ماخذ ہے، جس کی اہمیت وافادیت قرآن مجید کے بعد ہے۔ یہ بات ابتدائے اسلام سے ہی مسلم اور غیر متنازعہ رہی ہے، اگرچہ فقہی آراء میں اختلاف رہے ہیں۔ تاہم، کسی بھی ماہر قانون دان نے کبھی بھی قرآن حکیم اور سنت نبوی کی حجیت کا انکار نہیں کیا ہے۔

لیکن ہر دور میں ایسے عناصر بھی موجود رہے ہیں جنہوں نے اپنی عقل اور تاویلات کی بنیاد پر نبی کریم ﷺ کی حدیث کو ماننے سے انکار کر دیا۔ اس کے باوجود، اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں واضح طور پر ارشاد فرمایا ہے کہ :

يٰاَيُّهَاالَّذِيْنَ اٰمَنُوْالَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَىِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوْااللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ [iv]۔

ترجمہ : اے لوگوں جو ایمان لائے ہو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے آگے پیش قدمی نہ کرو اور اللہ سے ڈرو اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے۔

سورۃ الحجرات کی اس آیت سے واضح ہوتا ہے کہ ہر مسلمان کا دینی معاملات میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی تعلیمات پر عمل کرنا ضروری ہے۔ اپنی عقل اور تاویلات کی بنیاد پر نبی کریم ﷺ کی حدیث کا انکار کرنا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کے مترادف ہے۔

حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ خبردار ہو: کہ مجھے کتاب (قرآن) اور اس کے ساتھ اس کی مثل اور بھی (حدیث) دی گئی ہے۔ تم خبردار ہو جاؤ قریب ہے جو ایک پیٹ بھرا آدمی یعنی (آسودہ) اپنے چھپر کھٹ پر پڑا ہوا کہے گا تم قرآن کو اختیار کرو اور جو تم قرآن میں حلال پاؤ اس کو حلال جانو اور جو قرآن میں حرام پاؤ اسکو حرام جانو۔ سن رکھو گدھا تمھارے لیے حلال نہیں اور نہ ہر دانت والا درندوں میں سے اور نہ ذمی کا پڑا ہوا مال مگر جب اس کا مالک اس سے بے پرواہ ہو جائے اور کوئی قوم کسی شخص کی مہمانی نہ کرے تو مہمان کو حق پہنچتا ہے کہ اس قوم سے اپنی مہمانی کی مقدار رزق لے لے [v]۔

اور جو لوگ اللہ کی کتاب قرآن مجید کی تشریح میں نبی کریم ﷺ کے قول و عمل کو صحبت اور دلیل نہیں مانتے ان کو منکرین حدیث اور ان کے انکار کو انکار حدیث کہا جاتا ہے۔ اگر ہم اسلامی تاریخ کا بغور مطالعہ کریں تو پتہ چلتا ہے کہ فتنہ انکار حدیث کی ابتداء پہلی صدی کے نصف ہی میں شروع ہوئی ہے۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ۴۰ھ میں خارجیوں نے شہید کیا اور باغی عناصر نے اور بھی کئی حرکتیں کیں ان میں ایک حرکت حدیث کا انکار تھا۔

نبی کریم ﷺ کے مشہور صحابی حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ حدیث کا درس دے رہے تھے۔ تو ایک شخص نے ان کو کہا:

لا تحدثونا الا باالقرآن قال ؛فقال لہ ،ادنہ،فدنا فقال: ارایت لو وکلت انت واصحابک الی القرآن اکنت تجدفیہ صلاۃ الظھر اربعا وصلاۃ العصر اربعا والمغرب ثلاثا تقرافی اثنتین ؟ارایت لو وکلت انت واصحابک الی القرآن اکنت تجد الطواف بالبیت سبعا والطواف بالصفاوالمروۃ

ثم قال ای قوم : خذوا عنا ،فانکم واللہ ان لا تفعلوا لتضلن[vi] ۔

ہم سے قرآن مجید کے حوالے سے بات کیجئے۔ یہ سن کر حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے اس کو کہا کہ قریب آؤ وہ شخص قریب آیا۔ تو حضرت عمران بن حصین نے کہا۔ کہ بھلا بتاؤ کہ اگر تم اور تم جیسوں کو قرآن پر ہی چھوڑ دیا جائے۔ تو پھر تمھیں ظہر کی چار رکعتیں، عصر کی چار رکعتیں اور مغرب کی تین رکعتیں نماز قرآن میں کہیں ملیں گی؟ اور نہیں ملیں گی تو کیا تم یہ نمازیں دو دو رکعتیں پڑھو گے؟ اس طرح بیت اللہ کا طواف سات چکر اور صفا اور مروہ کی سعی کے سات چکر قرآن میں ملیں گے؟

اس کے بعد حضرت عمران بن حصین نے اپنے شاگردوں کی طرف دیکھ کر فرمایا :اے میرے شاگردوں تم حدیث ضرور پڑھو اللہ کی قسم اگر تم نہیں پڑھو گے تو راستے سے تم بھٹک جاؤ گے۔ اس طرح ایک اور انکار حدیث کا واقعہ ہمیں ۹۰ھ کے قریب ملتا ہے۔ مشہور محدث تابعی بزرگ مطرف بن عبداللہ (متوفی ۹۵ھ) حدیث کا درس دے رہے تھے ایک شخص نے کہا۔

لا تحدثونا الا بالقرآن : فقالہ مطرف : واللہ مانرید بالقرآن بدلا ولاکن نرید من ھو اعلم بالقرآن منا۔

ہم سے فقط قرآن مجید کی باتیں کریں، اس پر مطرف نے کہا اللہ کی قسم ہمیں قرآن کے بدلے اور کچھ نہیں چاہیئے پر ہم قرآن کو اس شخص کی معرفت سمجھنا چاہتے ہیں جو قرآن کو ہم سے زیادہ سمجھتا تھا۔

ان واقعات سے اندازہ ہو رہا ہے کہ اس وقت تک یہ حرکتیں شخصی تھی کوئی مذہبی فرقہ اجتمائی طور پر اس دور میں حدیث کا منکر نہیں دوسری صدی ہجری میں کچھ مذہبی فرقوں کی طرف سے اس فتنے نے سر اٹھایا اور اس فتنے کو اٹھانے والے معتزلہ اور خوارج تھے۔ایک معتزلی ابراہیم بن سیار جو نظام معتزلی کے نام سے مشہور ہے۔صحابہ کرام اور بڑے بڑے علماء حدیث کے بارے میں اس نے زبان درازی کی اور عقل کی بنیاد پر نبی کریم ﷺ کے معجزات کو بیان کرنے والی روایات کو رد کر دیا[vii]۔

حدیث کے بارے میں معتزلہ کے خاص فرقوں (خیاطی اور واصلی) فرقوں کا بھی یہی حال تھا معتزلہ کو اس کی ضرورت کیوں پیش آئی اس کا جواب مولانا سید مودودی نے اپنی کتاب سنت کی آئینی حثیت میں یہ دیتے ہیں۔

معتزلہ کو اس کی ضرورت اس لیے لاحق ہوئی کہ عجمی اور یونانی فلسفوں سے پہلا سابقہ پیش آتے ہی اسلامی عقائد اور اصول واحکام کے بارے میں جو شکوک وشبہات ذہنوں میں پیدا ہونے لگے تھے انہیں پوری طرح سمجھنے سے پہلے وہ کسی نہ کسی طرح حل کر دینا چاہتے تھے۔خود ان فلسفیوں میں ان کو وہ بصیرت حاصل نہ ہوئی تھی کہ ان کا تنقیدی جائزہ لے کر ان کی صحت و قوت جان سکتے انہوں نے ہر اس بات کو جو فلسفے کے نام سے آئی سراسر عقل کا تقاضہ سمجھا اور چاہا کہ اسلام کے عقائد اور اصولوں کی ایسی تعبیر کی جائے جس سے وہ ان نام نہاد عقلی تقاضوں کے مطابق ہو جائیں۔اس راہ میں حدیث و سنت مانع ہوئی ۔اس لیے انہوں نے حدیث کا مشکوک ٹھہرایا اور سنت کو حجت ماننے سے انکار کیا۔[viii]

خوارج نے بھی معتزلہ کی طرح حدیث کو مشکوک ٹھرایا اور حدیث سے جان چھڑانے کی خاطر حدیث کے بنیادی راویوں (صحابہ کرام) کو اسلام سے خارج قرار دیا اور کہا کہ جب حدیث کے راوی ہی ہماری نظر میں مسلمان نہیں ہیں تو پھر ان کی روایتوں کا کیا اعتبار مذہبی فرقوں کی تاریخ بیان کرنے والے لکھتے ہیں کہ: "دین الخوارج اکفار علی و عثمان واصحاب الجمل ومعاویہ واصحابہ والحکمین ومن رضی بالتحکیم۔[ix]

خارجیوں کے نظریئے کے مطابق حضرت علی، حضرت عثمان، حضرت علی کے خلاف جنگ جمل میں شریک ہونے والے، حضرت معاویہ اور اس کے ساتھی، جنگ صفین کے حکم، اور حکم کے فیصلے کو ماننے والے سب کافر ہیں۔

خوارج نے حجیت حدیث کا انکار کیوں کیا؟

اس لیے کہ خوارج کو اس کی ضرورت اس لیے پیش آئی کہ مسلم معاشرے میں جو فساد وہ پھیلانا چاہتے تھے اس کی راہ میں نبی کریم ﷺ کی وہ سنت حائل تھی جس نے اس معاشرے کو ایک نظم وضبط پر قائم کیا تھا اور اس کی راہ میں نبی کریم ﷺ کے وہ ارشادات حائل تھے جن کی موجودگی میں خوارج کے انتہاء پسندانہ نظریات نہ چل سکتے تھے۔ اس بناء پر انہوں نے احادیث کی حجت میں شک اور سنت کے واجب الاتباع ہونے سے انکار کی دوگانہ پالیسی اختیار کی الغرض دونوں فرقوں کا مقصد اور غرض ایک تھی وہ یہ کہ قرآن کو اس کے لانے والے کی قولی و عملی تشریع اور توضیح سے اور اس نظام فکر و عمل سے جو خدا کے پیغمبر نے اپنی رہنمائی میں قائم کر دیا تھا الگ کر کے مجرد ایک کتاب کی حثیت سے لے لیا جائے اور اس کی من مانی تاویلات کر کے ایک دوسرا نظم بنا ڈالا جائے جس پر اسلام کا لیبل چسپاں ہو اس غرض کے لیے جو انہوں نے طریقہ اختیار کیا اس کے دو حربے تھے۔ ایک حدیث کے بارے میں لوگوں کو شک میں ڈالا جائے دوسرا یہ اصولی سوال اٹھایا جائے کہ کوئی قول یا فعل نبی کریم ﷺ کا ہو بھی تو ہم اس کی اطاعت واتباع کے پابند کب ہیں؟

اس کا نقطہ نظر یہ تھا کہ نبی کریم ﷺ ہم تک قرآن پہنچانے کے لیے مامور کئے گئے تھے سو انہوں نے پہنچا دیا اس کے بعد محمد بن عبداللہ ویسے ہی ایک انسان ہیں جیسے ہم ہیں انہوں نے جو کچھ کہا یا کیا وہ ہمارے لیے حجت کیسے ہو سکتا ہے۔

محدثین اور مفسرین کے زبردست تحقیقی کام سے یہ فتنے زیادہ دیر نہ چل سکے اپنی موت آپ مر گئے تیسری صدی ہجری کے بعد اس فتنے کا نام ونشان باقی نہ رہا۔

دور جدید میں انکار حدیث

کئی صدیاں گزر جانے کے بعد تیرہویں صدی ہجری میں اس فتنے نے پھر عرب میں جنم لیا۔ اسکی نشاندہی ڈاکٹر مصطفی السباعی اپنی علمی و تحقیقی کتاب (السنۃ ومکانتھا فی التشریع الاسلامی) میں کرتے ہیں۔ السباعی مرحوم اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ ہمارے اس دور (بیسویں صدی عیسوی) میں کچھ ایسے لوگ ظاہر ہوئے ہیں جن کو سنت کے متعلق کوئی علم نہیں ہے۔ اور وہ شرعی احکام کے ثابت ہونے میں سنت کو حجت ماننے کے منکر ہیں۔

شیخ رشید رضا مرحوم زیر ادارت شائع شدہ تفسیر (المنار) کے نویں سال کے دو شماروں میں توفیق صدقی کے دو مضمون شائع ہوئے ہیں جن میں وہ کہتا ہیں کہ اکیلا قرآن ہی اسلام ہے۔ خود شیخ رشید رضا انہی نظریات کا قائل تھا۔ اس نے حدیث پر عمل کرنے کو اندھی تقلید سے تشبیہ دی۔[x]

برصغیر میں انکار حدیث کا فتنہ

عرب کی سرزمین سے ہوتا ہوا یہ فتنہ برصغیر میں پہنچا اور بڑی بڑی شخصیات نے یہ نظریہ اپنایا برصغیر میں س کے لیے (تجدد فی الدین) کا لفظ استعمال کیا گیا۔ معاشی اور اقتصادی ترقی کے لیے جدید سے جدید تر وسائل اور علوم وفنون کی تخلیق اور ان کا استعمال مفید ہے بلکہ اسلام اس کی ترغیب دیتا ہے لیکن دین اسلام میں جدت اور قدامت کی تقسیم ایک لایعنی قسم کی تقسیم ہے۔ اس لیے اسلام اور قرآن کو س مجھنے کے لیے قرآن اور اسلام کو دنیا کے سامنے پیش کرنے والے نبی کریم ﷺ کی تعلیمات ہی بنیادی (ماخذ) ثابت ہو سکتی ہیں۔

جو آپ ﷺ کے اصحاب کے ذریعے ہم تک پہنچی ہیں اس لیے قرآنی آیات اور احادیث کے سیاق وسباق قرآنی نظائر سب کو نظر انداز کر کے اور ان سے بالکل آنکھیں بند کر کے صرف عقلیت اور جدیدیت کا شوق پورا کرنے کے لیے تفسیر کرنا اور سنت رسول ﷺ کی جگہ فلسفہ قدیم یا فلسفہ جدید کو ماخذ قانون قرار دینا راہ راست سے بھٹکے ہوؤں کا منہج ہے۔ اہل جدت کا مقصد دراصل قرآن اور حدیث کے نام پر مغرب کے باطل افکار و نظریات کو فروغ دینا ہے۔

چار بڑے فتنے

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا : اس امت میں چار (بڑے بڑے) فتنے ہوں گے اور ان کا آخری فتنہ (قیامت) ہوگا۔[xi]

نعیم بن حماد کی فتن اور طبرانی کی معجم الکبیر میں عمران بن حصین کی ایک حدیث میں ہے کہ پہلے فتنے میں خون حلال ہوگا، دوسرے فتنے میں خون اور مال ، تیسرے فتنے میں خون، مال اور شرمگاہ جبکہ چوتھے فتنے میں خروج دجال ہوگا۔ ہم اپنے موجودہ دور میں دیکھیں تو نبی کریم ﷺ کے بیان فرمائے گئے یہ سب فتنے اس وقت موجود ہیں سوائے دجال کے۔

قتل وغارت گری کا فتنہ

"وَ الْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ " اور فتنہ قتل سے بھی زیادہ سخت ہے

ہمارے معاشرے میں ہم جہاں کہیں دیکھتے ہیں فتنہ وفساد اور قتل وغارت گری کا بازار گرم ہے ہر طرف لوگ فتنہ وفساد میں مبتلا ہیں چھوٹی چھوٹی بات پر لوگ قتل کے درپے ہو جاتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے اس فتنے کا تذکرہ آج سے چودہ سو سال پہلے تھا۔ حدیث پاک میں فرمایا تھا۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ہم لوگ نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھے تھے کہ آپ ﷺ نے فتنوں کے تذکرے میں بہت سارے فتنوں کا تذکرہ کیا یہاں تک کہ فتنہ احلاس کا بھی ذکر فرمایا۔ تو ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ فتنہ احلاس کیا ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا وہ ایسی نفرت وعداوت اور قتل وغارت گری ہے کہ انسان ایک دوسرے سے بھاگے گا۔ اور باہم برسرپیکار رہے گا، پھر اس کے بعد فتنہ سراء ہے جس کا فساد میرے اہل بیت کے ایک کے پیروں کے نیچے سے ہوگا۔ وہ گمان کرے گا کہ وہ مجھ سے ہے حالانکہ وہ مجھ سے نہیں ہوگا، میرے اولیاء تو وہی ہیں جو متقی ہوں۔ پھر لوگ ایک شخص پر اتفاق کر لیں گے جیسے سرین ایکپسلی پر (یعنی ایسے شخص پر اتفاق ہوگا جس میں استقامت نہیں ہو گی جیسے سرین پہلو کی ہڈی پر سیدھی نہیں ہوتی) پھر اندھیرے کا فتنہ ہوگا۔ جو اس امت کے ہر فرد کو پہنچ کر رہے گا جب کہا جائے گا کہ فساد ختم ہو گیا تو وہ اور بھڑ کر اٹھے گا جس میں صبح کو آدمی مومن ہوگا اور شام کو کافر ہو جائے گا یہاں تک کے لوگ دو خیموں میں بٹ جائیں گے، ایک خیمہ اہل ایمان کا ہو گا جس

میں کوئی منافق نہ ہوگا اور ایک خیمہ اہل نفاق کا ہوگا جس میں کوئی ایمان دار نہ ہوگا۔ تو جب ایسا فتنہ رونما ہو تو اسی روز، یا اس کے دوسرے روز سے دجال کا انتظار کرنے لگ جاؤ۔[xii]

اسی طرح ایک اور حدیث مبارکہ میں ہے کہ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

زمانہ سمٹ جائے گا، علم کم ہو جائے گا، فتنے رونما ہوں گے، لوگوں پر بخیلی ڈال دی جائے گی، اور ہرج کثرت سے ہو گا۔ آپ ﷺ سے عرض کیا گیا کہ ہرج کیا چیز ہے؟

وماالھرج؟ یا رسول اللہِ قال القتل القتل۔[xiii] تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قتل، قتل۔

مومن کا قتل عظیم تر گناہ ہے

خالد بن دہقان کہتے ہیں کہ جنگ قسطنطیہ میں ہم ذلقیہ میں تھے، اتنے میں فلسطین کے اشراف وعمائدین میں سے ایک شخص آیا اس کی اس حثیت کو لوگ جانتے تھے اسے ہانی بن کلثوم بن شریک کنانی کہا جاتا تھا۔ اس نے آکر عبداللہ بن ابی زکریا کو سلام کیا وہ ان کے مقام ومرتبہ سے واقف تھا ہم سے خالد نے کہا: تو ہم سے عبداللہ بن زکریا نے حدیث بیان کی عبداللہ بن زکریا نے کہا۔

میں نے ام درداء رضی اللہ عنھا سے کہا وہ کہہ رہی تھی میں نے ابودرداء رضی اللہ عنہ سے سنا ہے وہ کہہ رہے تھے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے کہ آپ ﷺ فرما رہے تھے ہر گناہ کو اللہ بخش سکتا ہے سوائے اس کے جو مشرک ہو کر مرے یا مومن ہو کر یعنی کسی مومن کی جان بوجھ کر جان لے لے، قتل کردے۔

ہانی بن کلثوم نے کہا: میں نے محمود بن ربیع کو بیان کرتے سنا وہ عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے اور عبادہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ جو کسی مومن کو ناحق قتل کرے پھر اس پر خوش بھی ہو، تو اللہ اس کا کوئی عمل قبول نہ فرمائے گا۔ نہ نفل اور نہ فرض۔

امت مسلمہ کے فتنوں سے نمٹنے کے طریقے

امت مسلمہ کے فتنوں سے نمٹنے کے طریقے نہایت اہم اور متنوع ہیں، جن میں دینی، علمی، سماجی، اور سیاسی اقدامات شامل ہیں۔ ان فتنوں کا مقابلہ کرنے کے لیے ہمیں ان عوامل کو سمجھنا ضروری ہے جو ان فتنوں کو جنم دیتے ہیں اور پھر ان کا مقابلہ کرنے کے لئے جامع اور منظم حکمت عملی اختیار کرنی چاہیئے۔

دینی اور علمی اقدامات: دینی تعلیم و تربیت: فتنوں سے نمٹنے کے لئے بنیادی اور سب سے اہم طریقہ دینی تعلیم و تربیت ہے۔ اساتذہ اور علماء کو چاہیے کہ وہ قرآن و حدیث کی تعلیمات کو صحیح طریقے سے لوگوں تک پہنچائیں اور ان میں دین کی بنیادی سمجھ بوجھ پیدا کریں۔ دینی مدارس اور تعلیمی اداروں میں ایسے نصاب تیار کیے جائیں جو طلباء کو فتنوں کی شناخت اور ان سے نمٹنے کی صلاحیت دیں۔

- **علماء کی رہنمائی**: علماء کرام کی ذمہ داری ہے کہ وہ فتنے کے وقت امت کو صحیح رہنمائی فراہم کریں۔ انہیں چاہیے کہ وہ دینی معاملات میں اختلافات کو حل کریں اور مسلمانوں کو ایک دوسرے کے قریب لانے کے لئے کوشش کریں۔ علماء کو فتنے کے خلاف اتحاد اور اتفاق کی تبلیغ کرنی چاہیے۔

سماجی اور تعلیمی اقدامات

- **تعلیمی اصلاحات**: تعلیمی نظام میں اصلاحات کی ضرورت ہے تاکہ طلباء کو دنیاوی علوم کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم بھی دی جا سکے۔ اس سے نہ صرف علمی ترقی ہوگی بلکہ دینی بنیادیں بھی مضبوط ہوں گی جو فتنوں کے مقابلے میں مددگار ثابت ہوں گی۔

- **سماجی خدمات**: سماجی مسائل کو حل کرنے کے لئے فلاحی اداروں اور تنظیموں کا کردار اہم ہے۔ غریب اور مستحق افراد کی مدد کرنا، روزگار کے مواقع فراہم کرنا، اور تعلیمی اداروں کی تعمیر و ترقی کرنا معاشرتی فتنوں کو کم کرنے میں مددگار ثابت ہو سکتا ہے۔

سیاسی اور قانونی اقدامات

- **مضبوط عدالتی نظام**: عدلیہ کو مضبوط اور آزاد بنایا جائے تاکہ فتنوں کے وقت انصاف فراہم کیا جا سکے۔ عدلیہ کا موثر کردار فتنوں کے خاتمے اور قانون کی بالادستی قائم کرنے میں اہم ہوتا ہے۔

- **مذاکرات اور مصالحت** : سیاسی فتنوں کے حل کے لئے مذاکرات اور مصالحت کا راستہ اختیار کیا جائے۔ سیاسی رہنماؤں کو چاہیے کہ وہ عوامی مسائل کو مذاکرات کے ذریعے حل کریں اور انتشار سے بچنے کی کوشش کریں۔

اخلاقی اور روحانی اقدامات

- **اخلاقی تربیت** :لوگوں کو اخلاقی تعلیم دی جائے تاکہ وہ فتنوں کے وقت صبر و تحمل کا مظاہرہ کر سکیں۔ اخلاقی تربیت انسان کی شخصیت کو نکھارتی ہے اور اسے فتنوں کے مقابلے میں مضبوط بناتی ہے۔
- **روحانی اصلاح** :روحانی اصلاح کے لئے نماز، روزہ، زکوۃ، اور حج کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ نفل عبادات اور دعاوں کا اہتمام کرنا چاہئے۔ روحانی مضبوطی انسان کو فتنوں کے مقابلے میں استقامت عطا کرتی ہے۔

اتحاد و اتفاق

- **اتحاد کی تبلیغ** :امت مسلمہ میں اتحاد و اتفاق کی تبلیغ کرنا اور اختلافات کو کم کرنے کی کوشش کرنا ضروری ہے۔ اتحاد امت کے لئے ضروری ہے اور اس سے فتنوں کا مقابلہ کرنے میں آسانی ہوتی ہے۔
- **بین المذاہب مکالمہ** : مختلف مسالک اور مذاہب کے درمیان مکالمہ کو فروغ دینا تاکہ ایک دوسرے کی رائے کو سمجھا جا سکے اور اختلافات کو حل کیا جا سکے، یہ تمام اقدامات امت مسلمہ کو فتنوں سے نمٹنے میں مدد دے سکتے ہیں۔ ان پر عمل کر کے ہی ہم ایک مضبوط، متحد، اور پر امن معاشرہ تشکیل دے سکتے ہیں۔

نتیجہ

امت مسلمہ کے فتنوں کا جائزہ لینا اور ان سے نمٹنے کے طریقے اہم موضوعات میں سے ایک ہیں۔ فتنے اور امت مسلمہ کے درمیان تعلقات کی پیچیدہ داستان میں، فتنوں کا تجزیہ اور ان کے مواجہہ ایک معاشرتی، سیاسی، اور دینی فریم ورک میں کرنا ضروری ہے۔ فتنے ممکن ہیں مذہبی، فکری، یا سیاسی اقسام

کے ہوں، اور ان کا جائزہ لینا اور ان سے نمٹنے کا طریقہ موضوع کی پیچیدگی کو مد نظر رکھتا ہے۔ امت مسلمہ کے فتنوں کا جائزہ لینا ایک مشترکہ امر ہے جو امت کے علماء، سیاستدان، اور عوام تک پہنچنا چاہئے تاکہ ممکنہ حلوں کی تلاش کی جا سکے۔ فتنے کا جائزہ لینے کا پہلا قدم اس کے موجودہ سبب، انگیختہ طبقات، اور ان کے اثرات کو سمجھنا ہے۔ معاشرتی، سیاسی، اور مذہبی امور میں فتنے کی وجوہات کو شناخت کرنا اہم ہے تاکہ اس کی جڑوں کا علم ہو۔ دوسرا، فتنے کے اثرات کی اندازہ لگانا اور ان کے نتائج کا سنجیدہ مطالعہ کرنا ضروری ہے۔ ایسا کرتے ہوئے، امت کو اس سے بچنے اور اس کے اثرات کو کم کرنے کے لئے مناسب اقدامات اٹھانے کی صلاحیت حاصل ہوتی ہے۔ امت مسلمہ کے فتنوں کا جائزہ لینے کا مقصد ایک منصفانہ، علمی، اور عقلی دلیل کے ساتھ فتنوں کے موجودہ حالات کو سمجھنا اور ان کا حل تلاش کرنا ہے۔

حوالہ جات:

---

[i] اصفہانی، حسین بن محمد المفرادات دار الکتب العلمیہ بیروت، 1430ھ، ص-623

[ii] البقرہ:2:191

[iii] تفسیرات احمدیہ، البقرۃ، تحت الآیۃ: ۱۹۱، ص ۸۱

[iv] سورہ الحجرات، آیت 1:

[v] سنن ابوداود شریف، کتاب السنہ ج ۳، ص ۴۵۱

[vi] الشاطبیؒ ابو اسحاق، الموافقات ج ۴، ص ۴۰۸ بحوالہ مولانا عبداللہ کھوسو، سنت تدوین سے پہلے اور اس کے بعد، شکارپور، مہران اکیڈمی ۲۰۱۳، ص 468

[vii] شہرستانی محمد بن عبدالکریم، الملل والنحل ج ۱، ص ۲۵ بحوالہ مولانا عبداللہ کھوسو، سنت تدوین سے پہلے اور اس کے بعد، شکارپور مہران اکیڈمی ۲۰۱۳، ص ۴۷۰

[viii] مودودی ابوالاعلی، سنت کی آئینی حثیت ص، ۱۵، ۱۶: اسلامک پبلیکیشنز لاہور

[ix] شہرستانی محمد بن عبدالکریم، الملل والنحل ج ۱، ص ۲۵ بحوالہ مولانا عبداللہ کھوسو، سنت تدوین سے پہلے اور اس کے بعد شکارپور، مہران اکیڈمی ۲۰۱۳، ص ۴۷۰

[x] ڈاکٹر مصطفی السباعی، السنۃ ومکانتھا فی التشریع الاسلامی، ص ۳۹۹ تا ۴۰۱ الدار لعلمیۃ للکتب الاسلامی البیروت

[xi] یوسف بن عبدلرحمن، تحفۃ الاشراف، ح نمبر: 9639

[xii] تحفۃ الاشراف، ح نمبر:7368

[xiii] محمد بن اسماعیل صحیح البخاری، کتاب العلم ح نمبر ۸۵۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الفتن ح نمبر 4045